مرتکب بدعات وشرکیات کا حصہ دار تصور ہوگا اور دوسری روایت میں ہے: «من تشبه بقوم فهو منهم» (ابوداود) ''جو کسی قوم سے مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔''

قرآنِ مجید نے بھی مشرکین سے دوری کی تلقین فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيٰتِ اللهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِي حَدِيْثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ﴾

''اور اللہ نے تم پر اپنی کتاب میں (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم (کہیں) سنو کہ اللہ کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور اُن کی ہنسی اُڑائی جاتی ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں، ان کے پاس مت بیٹھو، ورنہ تم انہیں جیسے ہو جاؤ گے۔'' (النساء:١٤٠)

اور دوسرے مقام میں ہے: ﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِي حَدِيْثٍ غَيْرِهِ﴾ (الانعام:٦٨)

''اور اے نبی! جب تم دیکھو کہ لوگ ہماری آیات پر نکتہ چینی کر رہے ہیں تو تم ان کے پاس سے ہٹ جاؤ یہاں تک کہ وہ اس گفتگو کو چھوڑ کر دوسری باتوں میں لگ جائیں۔''

یوں بھی مستحقین صدقہ کا وجود ہر جگہ ممکن ہے، ایسی خام خیالی سے شرک کے اڈے کو آباد کرنا خسارے کا سودا ہے، یہ کبیرہ گناہ ہے جو وسیلہ شرک و بدعت ہے۔ لاعلمی کی صورت میں توبہ کرنا چاہئے ورنہ انجام کار خطرہ میں ہے۔ والله يهدي من يشاء إلى صراط مستقيم

مشت سے زیادہ ڈاڑھی اور علامہ البانیؒ

سوال: محدث کے چند شمارے نظر سے گزرے، اس میں مفید مضامین کے مطالعہ کے بعد میرا یہ تاثر پختہ ہوگیا کہ محدث کے تمام شمارے اسی طرح علم و تحقیق کا مرقع ہوں گے۔ ان میں 'دارالافتاء' کے نام سے قرآن وسنت کی روشنی میں جوابات کا سلسلہ مجھے بہت پسند ہے۔

کچھ دنوں سے چند دوستوں سے مباحثہ نے میرے ذہن میں خلجان پیدا کردیا ہے اور میں کسی ایک بات پر مطمئن نہیں ہو پا رہا۔ میں وہ چند سوالات جو موضوعِ بحث تھے، اور جو اُلجھنیں مجھے اس موضوع پر دوسری کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد وارد ہوئیں ان کا ذکر کر رہا ہوں۔ براہِ کرم مفصل اور مدلل جواب سے نوازیں۔ میرے سوالات حسبِ ذیل ہیں:

www.KitaboSunnat.com

ڈاڑھی کے معاملہ میں جو صحیح ترین حدیث ہے، اس کے مرکزی راوی حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں منقول ہے۔ آپؓ ایسا پختہ، متبع سنت اور نبی ﷺ کی اتباع کا قابل تحسین نمونہ رسول اللہ ﷺ کے ڈاڑھی کے متعلق ارشادِ مبارک کی یہ توضیح کرتا ہیکہ ڈاڑھی کی کم سے کم مسنون مقدار ایک مشت ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ حج کے موقع پر اپنی ڈاڑھی کے بال پکڑتے اور جو مٹھی کے نیچے ہوتے، ان کو کاٹ ڈالتے۔ آپؓ کبائر و صغائر سب صحابہ کے سامنے یہ عمل کرتے تھے لیکن کوئی بھی اس پر اعتراض نہ کرتا۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ خود ہی ڈاڑھی بڑھانے والی حدیث کو روایت کریں اور پھر اس کے خلاف عمل بھی کریں، جبکہ آپؓ کو رسول اللہ ﷺ کی ہر سنت کا خوب اہتمام رہتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اسی وجہ سے علامہ ناصر الدین البانیؒ بھی ان لوگوں کے موقف کی تائید کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ڈاڑھی کی کم سے کم مسنون مقدار ایک مشت ہے اور اس سے زیادہ افضل ہے۔ چنانچہ علامہ البانیؒ إعلام الفتية بأحكام اللّحية ص ۶۳ میں مولانا حفظ الرحمٰن اعظمی ندوی کے نام لکھتے ہیں:

''میرا مسلک وہی ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے کہ ڈاڑھی میں قبضہ سے زائد بال لے لئے جائیں اور اس مسلک کی دو دلیلیں ہیں:

① سلف صالحین، حضرات صحابہؓ و تابعینؒ، ائمہ مجتہدین اور خصوصاً امام اہل سنت احمد بن حنبلؒ اور صحابہؓ میں سے عبداللہ بن عمرؓ اور سیدنا ابوہریرہؓ جو حدیث إعفاء اللحية (داڑھی کو بڑھنے دینا) کے راوی ہیں، ان کا عمل اور قبضہ سے زائد لینے کی متواتر روایات؛ (یعنی ان تمام صالح اصحاب کا عمل ڈاڑھی میں قبضہ سے زائد بال لے لینے کی مشروعیت پر دلالت کرتا ہے) اگر حدیث إعفاء اللحية اپنے اطلاق پر ہوتی جیسا کہ بعض متاخرین کا خیال ہے تو مذکورہ تمام حضرات اس کی مخالفت (قطعاً) نہ کرتے۔

② نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ سے فعلاً (تو کجا) قولاً بھی اس کے منافی کسی ہدایت کا منقول نہ ہونا (اس موقف کی مشروعیت پر دلالت کر رہا ہے) اور بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ نبی ﷺ اپنی ڈاڑھی کے بال نہ لیتے تھے، تو یہ بات محض گمان ہے جس کا خود ان لوگوں کو بھی یقین نہیں یا دوسرے لفظوں میں روایت کی رو سے اس کی کوئی اصل نہیں۔'' (سائل: حافظ عاطف، اوکاڑا)

www.KitaboSunnat.com